خطبہ جمعہ

کامل کی دعا میں ایک قوت تکوین پیدا ہو جاتی ہے یعنی باذنہٖ تعالیٰ وہ دعا عالم سفلی اور علوی میں تصرف کرتی ہے اور عناصر اور اجرام فلکی اور انسانوں کے دلوں کو اس طرف لے آتی ہے جو طرف مؤید مطلوب ہے۔

اعجاز کی بعض اقسام بھی دراصل استجابت دعا ہی ہے

(حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کی قبولیت کے روح پرور واقعات پر مشتمل صحابہ رضوان اللہ علیہم کی بیان فرمودہ مختلف روایات کا ایمان افروز تذکرہ)

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
فرمودہ ۶؍اکتوبر ۲۰۰۰ء ۶؍اخاء ۱۳۷۹ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –
الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –
اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–
﴿هُوَالْحَيُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ .فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾۔

(سورۃ المومن:٦٦)

وہی زندہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس اسی کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے اسے پکارو۔ کامل تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کی روایات میں سے سب سے پہلی روایت حضرت چوہدری امیر خان صاحب سکنہ اہرانہ تحصیل و ضلع ہوشیار پور کی ہے۔ وہ کہتے ہیں: ’’مسمی مہتاب خان جو ایک کھڑ پنچ تھا اور کچھ معمولی نوشت و خواند کی وجہ سے پرلے درجے کا مغرور اور ہمہ دانی کا مدعی تھا میری مخالفت پر تل گیا اور زبان درازی میں حد سے گزر گیا مگر میں صبر سے کام لیتا رہا۔ آخر کار اس کے کنبہ میں طاعون پھوٹ پڑی اور اس قدر تباہی ہوئی کہ بہو اور بھرجائی (بھابھی) اور جوان لڑکا جو ایک ہی تھا وہ سب کے سب چند دنوں میں پلیگ کا شکار ہو گئے اور کوئی روٹی پکانے والا بھی نہ رہا۔ اس کی ایک لڑکی جو نزدیک ہی دوسرے گاؤں میں بیاہی ہوئی تھی اس سے جا کر وہ روزانہ روٹی کھاتا مگر شریکوں کے روٹی کھانا اس کے لئے موت سے بدتر تھا۔ مہتاب خان مذکور کی عمر اس وقت ساٹھ سال سے کچھ اوپر ہو گی اور جائیداد غیر منقولہ صرف ڈیڑھ گھماؤں کے قریب باقی ہو گی۔ ایک دن صبح کے وقت نماز فجر کے بعد وہ میرے پاس آیا اور کہا کہ دیکھو میری حالت کیا ہے اور کعبہ کی طرف ہاتھ کر کے کہنے لگا کہ مجھے کوئی مرزا صاحب سے عناد نہیں۔ پہلے انبیاء معجزات دکھاتے آئے ہیں مگر مرزا صاحب بھی مجھے کوئی معجزہ دکھائیں تو مجھے مان لینے میں کیا عذر ہے۔ وہ دعا کریں اگر میری شادی ہو جائے اور گھر آباد ہو جائے تو میں آپ کو مان لوں گا۔ مجھے اس کی اس حالتِ زار پر رحم آ گیا۔ میں نے اسی روز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بارگاہ عالیہ میں خط لکھا کہ ایک شخص اس طرح کہتا ہے حضور دعا فرمائیں کہ اس کی شادی ہو جائے ممکن ہے کہ وہ اس طریق سے نجات پا جائے۔ حضور نے خط کے جواب میں مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلم سے تحریر فرمایا کہ دعا کی گئی، وہ بھی توبہ استغفار کرے۔ خدا قادر ہے کہ وہ کام بنا دے مگر سعید لوگوں کا کام معجزات طلب کرنا نہیں۔ معجزات تو بہت سے ظاہر ہو چکے ہیں۔ اس خط و کتابت کے وقت جماعت اہرانہ کا موجودہ سیکرٹری چوہدری محمد عثمان خان صاحب ابھی احمدی نہیں ہوا تھا اس کو اور اس کے بھائی شیر محمد خان صاحب احمدی کو اس خط و کتابت کا علم تھا۔

جب اس خط پر کچھ عرصہ گزرا تو اس کی شادی باوجود بڑھاپے اور عدم موجودگی جائیداد کے موضع لڑیوالہ ضلع جالندھر میں ہو گئی مگر میں نے اس پر بھی اسے اس کا اقرار یاد نہیں دلایا۔ پھر جب اس کی اس پیرانہ سالی میں لڑکا پیدا ہوا تب میں نے اسے اپنے حلقہ پٹوار سے بذریعہ تحریر اس کا عہد اسے یاد کرایا جس پر اس نے عثمان خان وغیرہ کے پاس مذکورہ بالا امور سے لاعلمی ظاہر کی اور سب باتوں سے انکار کر دیا۔ اس پر عثمان خان نے جو اس کا غایت درجہ کا معتقد تھا اس کا اس حقیقت سے انکار دیکھ کر حضور علیہ السلام کی بیعت اختیار کر لی مگر میں نے یہ حالت دیکھ کر پھر مہتاب خان کو ایک تبلیغی خط لکھا جس کے آخر پر حضور کا یہ الہامی شعر تحریر تھا ؎

قادر ہے وہ بارگاہ ٹوٹا کام بناوے بنا بنایا توڑ دے کوئی اس کا بھید نہ پاوے

خدا کی شان میرے اس خط کے بعد مہتاب خان اپنے لڑکے کو گود میں اٹھائے اپنے پیر کے پاس کھڑا تھا کہ عثمان نے مذکورہ بالا قصہ کو دہرایا جس پر مہتاب خان نے اپنے پیر کے روبرو کہا کہ اگر یہ واقعہ درست ہے تو میں اس لڑکے سے جاؤں۔ آخر چند دن کے اندر وہ لڑکا فوت ہو گیا اور ایک قرض خواہ نے خرچ خوراک رکھ کر مہتاب خان کو قید کروا دیا۔ ماسوا اس کے ایک اور ذلت اس سے بھی بڑھ کر اس کو پیش آئی جس سے وہ مارے ندامت کے کئی دنوں لوگوں سے روپوش رہا اور وہ ایسی ذلت تھی جس کے اظہار سے شرم محسوس ہوتی ہے۔ جب مرور زمانہ کی وجہ سے اس رسوائی اور ذلت سے منہ باہر نکالا تو اس کی بیوی فوت ہو گئی۔ (روایت حضرت امیر محمدخان صاحب رجسٹر روایات نمبر۱ صفحہ ۱۲۷ تا ۱۲۹)

دوسری روایت حضرت میاں جان محمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سکنہ ہیلاں ضلع گجرات کی ہے۔ ایک رات ہم دونوں یعنی مولوی صاحب (یعنی ان کے چچا مولوی فضل الرحمٰن صاحب) اور یہ عاجز یہاں قادیان میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ دوسرے دن یہاں سے پیدل چل کر گورداسپور میں بوقت گیارہ بجے دن پہنچے۔ گورداسپور میں حضور علیہ السلام کے ہاتھ پر ہم دونوں چچا بھتیجا نے بیعت کی۔ میری عمر اس وقت غالباً چوبیس سال تھی۔ الحمد للہ کہ میں نے حضور علیہ السلام کی زیارت اس کے بعد بھی سال بہ سال کی ہے۔ چنانچہ جب پہلی دفعہ زیارت گورداسپور میں کی تھی اس وقت میرے چچا مولوی فضل الرحمٰن صاحب مرحوم کی پہلی اولاد جو جوان تھی دو لڑکے اور ایک لڑکی طاعون کے دنوں میں فوت ہو گئے تھے اور میرے چچا صاحب نہایت ہی پریشان رہتے تھے اور آئندہ اولاد سے بالکل ناامیدی ہو چکی تھی۔

اس لئے میرے چچا صاحب مرحوم نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں نہایت عاجزی سے عرض کی کہ حضور میرے لڑکے فوت ہو گئے ہیں اور اب مجھے کوئی امید نہیں ہے آپ دعا فرماویں۔ اس وقت کے الفاظ جو حضرت صاحب نے فرمائے تھے میرے کانوں میں اب تک گونج رہے ہیں۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ مولوی صاحب آپ گھبراویں نہیں اللہ تعالیٰ آپ کو نعم البدل عطا کرے گا اور آپ کلمہ استغفار پڑھا کریں۔ چنانچہ ہم دونوں دو دن گورداسپور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں رہ کر اور حضور سے رخصت لے کر واپس اپنے وطن ہیلاں ضلع گجرات میں چلے آئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کے طفیل میرے چچا مولوی فضل الرحمٰن صاحب کے ہاں اسی سال میں دس ماہ کے بعد لڑکا پیدا ہوا چنانچہ میرے چچا کے ہاں تین لڑکے ہوئے جو خدا کے فضل سے اس وقت بھی موجود ہیں۔

(روایت حضرت میاں جان محمد صاحبؓ رجسٹر روایات نمبر۶ صفحہ ۱۲، ۱۳)

روایت حضرت مدد خان صاحبؓ۔ ’’مَیں نے قادیان میں رہنے کا ارادہ کر لیا۔ میرا یہاں پر ہر روز یہی معمول ہو گیا کہ ہر روز ایک لفافہ دعا کے لئے حضور کی خدمت میں آپ کے در پر جا کر کسی کے ہاتھ بھجوا دیا کرتا تھا مگر دل میں یہی خطرہ رہتا کہ کہیں حضور میرے اس عمل سے ناراض نہ ہو جائیں اور اپنے دل میں محسوس نہ کریں کہ یہ ہر وقت ہی تنگ کرتا رہتا ہے۔ لیکن میرا یہ خیال غلط نکلا۔ وہ اس لئے کہ ایک روز حضور نے مجھے تحریراً جواب میں فرمایا کہ تم نے یہ بہت ہی اچھا رویہ اختیار کر لیا ہے کہ تم مجھے یاد کرتے رہتے ہو جس پر مَیں بھی آپ کے لئے خدا تعالیٰ سے دعا کرتا رہتا ہوں اور انشاء اللہ پھر بھی کرتا رہوں گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ضرور ہی دین و دنیا میں کامیاب کرے گا اور خدا آپ پر راضی ہو جائے گا اور آپ کی شادی خدا ضرور ہی کرا دے گا۔ آپ مجھے یاد دہانی کراتے رہا کرو۔ مَیں آپ پر بہت خوش ہوں۔

خاکسار نے حضور کی اس تحریر کو شیخ غلام احمد صاحب نو مسلم کو دکھایا اور کہا کہ حضور نے آج خاکسار کو یہ تحریر فرمایا ہے اور پھر کہا کہ یہ کیا بات ہے کہ مَیں نے تو کبھی بھی کسی موقع پر حضور کو اپنی شادی کرنے یا کرانے کے بارہ میں اشارہ تک نہیں کیا۔ اس پر شیخ صاحب ہنس کر کہنے لگے کہ اب تو تمہاری شادی بہت ہی جلد ہونے والی ہے کیونکہ حضور کا فرمایا خالی نہیں جایا کرتا۔ آپ تیار ہی رہیں۔ خدا شاہد ہے کہ حضور کے اس فرمانے کے بعد قریباً دو ماہ کے اندر اندر میری شادی ہو گئی۔ اس سے پہلے میری کوئی بھی کسی جگہ شادی نہیں ہوئی تھی۔ میری دو شادیاں حضور ہی نے کرائی تھیں ورنہ مجھ جیسے پردیسی کو کون پوچھتا تھا۔ یہ محض حضور ہی کی خاص مہربانی اور نظرِ کرم تھی کہ آپ کے طفیل میری شادیاں ہوئیں۔ کہاں مَیں اور کہاں یہ عمل۔ (رجسٹر روایات نمبر ۴ صفحہ ۹۶، ۹۷)

روایت حضرت محمد رحیم الدین احمدی صاحبؓ۔ ’’جون ۱۸۹۴ء میں جب مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بیعت کی اس وقت گرمی کے دن تھے۔ میری صبح کی نماز قضا ہو جاتی تھی۔ مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عریضہ لکھا کہ میری صبح کی نماز قضا ہو جاتی ہے میرے واسطے دعا فرمائیں۔ اس کے جواب میں حضرت صاحب نے لکھا کہ ہم نے دعا کی ہے تم برابر استغفار اور درود شریف کثرت سے پڑھتے رہا کرو۔ اس دن سے ہمیشہ وقت پر آنکھ کھل جاتی رہی۔ آج تک صبح کی نماز کبھی قضا نہیں ہوئی سوائے شاذ و نادر سفر یا بیماری کے وقت کوئی نماز قضا ہو گئی ہو۔ یہ استجابت دعا کا نشان ہے اور میرے لئے ایک معجزہ ہے‘‘۔

(روایت حضرت محمد رحیم الدین صاحب احمدیؓ رجسٹر روایات نمبر ۲ صفحہ ۴۳)

روایت ماسٹر نذیر حسین صاحب مرہم عیسیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد پر والدم بزرگوار حکیم محمد حسین صاحب نے دوائی مرہم عیسیٰ کو تیار کیا اور اس کا اشتہار اس زمانہ میں بڑے پیمانہ پر دیا۔ جس کے نتیجہ میں عیسائیوں کی طرف سے ایک سنگین مقدمہ والد صاحب پر بنایا گیا۔ حضور اس مقدمہ میں کامیابی کے لئے دعا کرتے رہے۔ مقدمہ کی مختلف عدالتوں میں سماعت ہونے کے بعد آخر یہ مقدمہ پنجاب چیف کورٹ (جو آج کل ہائی کورٹ ہے) لاہور میں مقدمہ چلایا گیا اور سخت خدشہ لاحق ہو گیا کہ والد صاحب کو اس مقدمہ میں کوئی سخت سزا نہ ہو جائے۔ ایک دن مقدمہ کی پیشی کے بعد جب دادا صاحب میاں چراغ دین صاحب مرحوم بھی حالات مقدمہ سے متاثر ہو کر سخت غمگین ہو گئے تھے اور تمام خاندان میں رونا پیٹنا ہو رہا تھا والدم بزرگوار حضرت اقدس کی خدمت میں دعا کے لئے حاضر ہوئے۔ حضور کی طبیعت اس دن سخت ناساز تھی مگر حضور نے والد صاحب کو اس دن ٹھہرا لیا اور بہت دعا فرمائی۔ آخر حضور نے والدم بزرگوار کو لکھ کر بھیج دیا کہ آپ کے مقدمہ کے متعلق مجھے الہام ہوا ہے کہ ’’حسین کو ٹیپوؤں کے شر سے بچایا گیا ہے‘‘۔ اس لئے آپ اس مقدمہ کے متعلق فکر نہ کریں۔ آپ عیسائیوں کے شر سے محفوظ رہیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مقدمہ کے تمام خطرات دور ہو کر خدا نے ہمیں اس مقدمہ میں کامیابی دی۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک‘‘۔

(رجسٹر روایات نمبر ۷ صفحہ ۶۰، ۶۱)

روایت حضرت بھائی محمود احمد صاحبؓ ولد حکیم پیر بخش صاحب:۔ ’’ایک دفعہ امساک باراں سے لوگ بہت پریشان ہوئے۔ کئی دوست چاہتے تھے کہ حضور کی خدمت میں نماز استسقاء کے واسطے عرض کی جاوے۔ چنانچہ ایک دوست نے نماز استسقاء کے واسطے عرض کی۔ حضور نے ارشاد فرمایا اچھا کل جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا۔ چنانچہ دوسرے روز بارش کا سلسلہ شروع ہوا جو متواتر سات دن لگاتار رہا حتیٰ کہ لوگ تنگ آ گئے کہ الٰہی اب بارش بند کر‘‘۔

(روایت حضرت بھائی محمود احمد صاحبؓ رجسٹر روایات صحابہ نمبر ۸ صفحہ ۸۰)

ایک روایت حضرت شیخ احمد دین صاحب ولد شیخ علی محمد صاحب ڈنگویؓ۔ ’’میرے والد صاحب قبلہ شیخ علی محمد صاحب ڈنگوی مدت پہلے کے احمدی تھے۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے ۱۸۹۷ء میں قادیان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پہنچایا جس کی تفصیل یہ ہے کہ میرے خیالات بری مجلس کی وجہ سے بدل گئے اور عیسائی ہونے والا تھا۔ میرے والد صاحب کو معلوم ہونے پر مجھے انہوں نے قادیان پہنچا دیا اور میرے دادا صاحب مجھے ساتھ لائے اور حضرت صاحب کی خدمت بابرکت میں پیش کرنے کے بعد عرض کی کہ حضور دعا فرمائیں اور خاص خیال فرماویں۔ حضرت مآب نے میری طرف بغور دیکھا اور فرمایا کہ ہم دعا کریں گے اور فرمایا کہ ان کو مولوی صاحب مولانا نورالدین صاحب کے سپرد کر دو۔ دن بدن میرے خیالات بدل گئے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا کا ہی نتیجہ ہے۔ ہمیشہ مجھ غریب کے ساتھ محبت فرماتے رہے۔

جس لڑکے نے مجھے عیسائیت کی ترغیب دی تھی مجھے اس کے ساتھ بہت محبت تھی۔ ایک دفعہ مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ حضور دعا فرمائیں کہ یہ بھی مسلمان ہو جائے۔ حضور نے فرمایا ہم دعا کریں گے چنانچہ کچھ دنوں کے بعد وہ بھی مسلمان ہو گیا۔

(روایت حضرت شیخ احمدالدین صاحبؓ۔ رجسٹر روایات نمبر ۸ صفحہ ۱۰۸، ۱۰۹)

حضرت بابو اکبر علی صاحب ریٹائرڈ انسپکٹر کی ایک لمبی روایت میں سے صرف ایک چھوٹا سا ٹکڑا لیا گیا ہے۔ ’’کل کی رات میں میری بیوی نے ایک خواب دیکھا تھا کہ اس کو خلاف معمول طور پر بڑے بڑے سیب اور بڑے بڑے انار اور آم کے پھل ملتے ہیں۔ حضرت کے حضور اس خواب کی تعبیر کے لئے لکھا گیا۔ آپ نے فرمایا ’’یہ نیک اولاد کی بشارت ہے‘‘۔ حضور کی دعا کی برکت سے ایسے مقام پر جہاں ہمیں کسی قسم کی لیڈی ڈاکٹر یا دایہ میسر نہ تھی اللہ تعالیٰ نے وضع حمل میں ہر طرح سے آسانی پیدا فرما دی اور اس حمل سے میرا دوسرا بچہ محمد کرامت اللہ پیدا ہوا جو ایم۔ ایس۔ سی ہے اور موصی ہے۔ (رجسٹر روایات نمبر ۷ صفحہ ۲۶۰، ۲۶۱)

روایت حضرت سیٹھی غلام نبی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ’’میرے گھر میں بیماری اٹھرا تھی۔ میں بمع بال بچے کے دارالامان آیا کہ وہاں جا کر حضرت خلیفۃ المسیح الاول سے دوائی کریں۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ حضور باغ میں تشریف لے گئے تو سب موجود احمدیوں کے اور حضرت جی کے گھر کے آدمی ہمراہ تھے حضور نے مالی سے فرمایا کہ شہتوت توڑ کر لاؤ کہ یہ سب کھاویں۔ میرے گھر والے خود شہتوت پر چڑھ کر اپنے ہاتھ سے تھوڑے سے شہتوت توڑ کر لائی اور حضرت جی کے سامنے رکھ دئے تو حضور نے فرمایا کہ مالی والے صاف نہیں اور یہ صاف ہیں تو حضرت ام المومنین نے فرمایا کہ یہ غلام نبی کی بی بی ہاتھ سے توڑ کر آپ کے لئے لائی ہے تو حضور نے اوپر دیکھا اور فرمایا کہ خدا اس کو بیٹا دے۔

مَیں شہر میں مولوی صاحب کے مطب میں بیٹھا تھا کہ مولوی صاحب روٹی کھا کر گھر سے آئے اور مجھ کو مبارکباد دی کہ اب کوئی دوائی کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ حضور نے یہ لفظ فرمائے ہیں خدا اس کو بیٹا دے جو پورے ہونگے۔ پھر دو چار یوم کے بعد مَیں نے رخصت طلب کی اور روانہ ہونے کے لئے حضور سے مصافحہ کیا تو حضور وداع کرنے کو ہمراہ آئے۔ جب یکہ پر چڑھنے لگا تو حضور نے فرمایا کہ واپس چلو، چند یوم اور رہ جاؤ۔ مَیں نے یکہ والے کے متعلق کہا تو فرمایا کہ دو چار آنے ہم اس کو دے دیں گے راضی ہو جاوے گا۔ خیر واپس آئے اور چند یوم رہے۔ پھر مَیں نے اجازت طلب کی کہ حضور جانے کو دل نہیں چاہتا مگر شراکت کی تجارت ہے۔ پھر مَیں راولپنڈی آ گیا۔ تھوڑی مدت کے بعد لڑکا پیدا ہوا۔ وہ ڈیڑھ سال کا ہو کر فوت ہو گیا تو مَیں نے حضور کی خدمت میں لکھا کہ حضور یہ لڑکا تو آپ کا معجزہ تھا اور امید تھی کہ بڑی عمر والا اور سعادت مند ہو گا۔ حضور نے جواب میں خط لکھا جو اب تک میرے پاس موجود ہے کہ اس کے مرنے پر تو صبر کر کے اجر حاصل کرو اور دوسرے کی انتظار کرو۔ پھر مَیں نے ساری برادری کو برملا سنا دیا کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو دوسرا آ ہی گیا۔ پھر وہ لڑکا پیدا ہوا جس کا نام کرم الٰہی ہے اور اب زندہ ہے خدا اس کو سعادت مند اور بڑی عمر والا بنائے۔

(روایت سیٹھی غلام نبی صاحب رجسٹر روایات نمبر ۲ صفحہ ۳۳۴، ۳۳۵)

روایت حضرت خواجہ عبدالرحمٰن صاحبؓ کارکن دفتر الفضل:۔ ’’ایک دفعہ کا ذکر ہے مَیں بہت سخت بیمار ہو گیا۔ ان ایام میں حضرت صاحب کے مکان میں رہا کرتا تھے۔ گول کمرہ کے سامنے والے کمرہ میں۔ کوئی بچنے کی امید نہیں تھی۔ میرا علاج حضرت خلیفۃ المسیح الاول نیز مفتی فضل الرحمٰن

صاحب کیا کرتے تھے۔انہی ایام میں حضرت صاحب کو الہام ہوا تھا کہ ایک مردہ کمبل میں لپیٹا گیا۔ میرے اوپر سیاہ کمبل تھا اس لئے عام چرچا تھا کہ یہ الہام اس پر پورا ہوگا۔ادھر حضرت صاحب فرماتے تھے کہ میں دعا کرتا ہوں عبدالرحمٰن اچھا ہو جائے گا۔ آخر ایک روز میرے والدین نے آنسو بہا چکنے کے بعد یہ سمجھ لیا کہ اب یہ مر گیا ہے۔خدا کی شان آدھی رات گزرنے کے بعد میرے مردہ جسم میں حرکت پیدا ہوئی تو میرے والدین سجدۂ شکر بجا لائے اور مَیں خدا کے فضل اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں سے اچھا ہو گیا اور اب تک زندہ ہوں۔

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر ۵ صفحہ ۱۲۰،۱۲۱)

روایت حضرت مدد خان صاحبؓ:۔ ”میری بیوی حضور کے ہاں ملنے چلی گئی۔اس کے جانے کے تین چار دن کے بعد مَیں بیمار ہو گیا۔ میری بیماری کی خبر کسی نے ام المومنین کی خدمت میں بھی پہنچا دی جس کی اطلاع پاتے ہی حضرت ام المومنین نے میری بیوی کو میری بیماری کی خبر دیتے ہوئے فرمایا تُو جلدی چلی جا۔اتنے میں حضور بھی باہر سے اندر تشریف لے آئے اور فرمانے لگے کہ اب تک عصر کا وقت ہو گیا ہے۔کل ہم جب سیر کے لئے رتھ میں جائیں گے تو اس کو بھی اپنے ساتھ رتھ میں بٹھا کر لے جائیں گے جس پر حضرت ام المومنین نے حضور کو فرمایا کہ حضور کلثوم کو ابھی رخصت کر دینا ضروری ہے کیونکہ مَیں نے سنا ہے کہ مدد خان بہت بیمار ہے اس لئے اس کا ابھی چلے جانا ضروری ہے۔تب حضور نے اسی وقت میری بیوی کو جانے کی اجازت دے دی اور رتھ کے ساتھ غوث بی بی زوجہ نور محمد صاحب خادم کو اس کے ہمراہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جا کر کلثوم کو پہنچا آ اور ساتھ ہی فرمایا کہ کلثوم! فکر نہ کریں انشاء اللہ سب ہی خیر ہو گی۔ مَیں بھی دعا کروں گا انشاء اللہ خدا تعالیٰ رحم کرے گا۔ یہ لو خربوزہ جا کر مدد خان کو دے دینا خدا شفا دے گا۔

وہ خربوزہ میری بیوی نے مجھے آکر دے دیا اور کہا کہ حضور نے یہ خربوزہ آپ کے لئے بھیجا ہے۔ مَیں نے کہا کہ حضور نے میرا نام لے کر یہ خربوزہ تم کو دیا تھا۔ جس پر میری بیوی نے کہا ہاں یہ خربوزہ حضور نے آپ کا ہی نام لے کر آپ کے لئے بھیجا ہے اور ساتھ ہی فرمایا تھا کہ یہ خربوزہ وہ کھا لیں اللہ تعالیٰ انہیں شفا دے گا۔ مَیں نے وہ خربوزہ اپنی بیوی سے لے کر کھا لیا۔ وہ خربوزہ وزن میں کوئی تین پاؤ کے قریب ہو گا۔ خربوزہ کھاتے ہوئے مَیں نے اپنی بیوی سے کہا کہ حضور کا یہ تبرک مَیں اکیلا ہی تمام کا تمام کھاؤں گا اور کسی کو بھی نہ دوں گا۔اس پر میری بیوی نے کہا کہ حضور نے بھی یہی فرمایا تھا کہ میرا تبرک اپنے میاں کو دینا اور ان کو کہنا کہ تبرک کھا لیں خدا شفا دے گا۔ پھر کہنے لگی کہ ہم نے تو بہت خربوزے کھائے ہیں۔ یہ حضور نے صرف آپ ہی کے لئے دیا ہے۔ مَیں نے وہ خربوزہ سب کا سب کھا لیا جس کے کھانے پر میری شدید سر درد جاتی رہی اور میری بیماری بھی دور ہو گئی۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے پاک بندے اپنے مبارک ہاتھوں میں شفا کا اثر اور دعا میں شرف قبولیت رکھتے ہیں۔ (رجسٹر روایات نمبر ۴ صفحہ ۹۴،۹۵)

روایت حضرت عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مہاجر قادیان:۔ ”۱۹۰۵ء میں حضور دہلی سے تشریف لا رہے تھے اور لدھیانہ میں حضور کا لیکچر ماہ رمضان میں ہوا۔لوگوں نے بڑی خوشی سے سنا۔اس وقت عاجز سمرالہ سے لدھیانہ پہنچ گیا تھا۔ حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میری بیوی کو عرصہ چار سال سے حمل کے نشانات ہیں اور پیدا کچھ نہیں ہوا۔ حضور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس مرض سے نجات دے۔ حضور نے فرمایا بہت اچھا ہم دعا کریں گے۔اس دعا کے نتیجہ میں لڑکا پیدا ہوا حضور کو نام کے واسطے خط لکھا گیا۔ حضور نے اس لڑکے کا نام عبدالعزیز رکھا“۔

(رجسٹر روایات نمبر ۵ صفحہ ۱۵۶،۱۵۷)

روایت حضرت محمد رحیم الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ:۔ ”۱۹۰۱ء میں میری لڑکی کو سخت کھانسی ہوئی۔ کئی ڈاکٹروں سے دوائیں کھلائیں آرام نہیں آیا۔ مَیں نے حضرت صاحب کے حضور عرض کیا جس کا حضور نے مجھے جواب بھجوایا کہ ہم نے دعا کی ہے انشاء اللہ آرام ہو جاوے گا تم درود شریف اور استغفار پڑھتے رہو۔ اتفاقاً ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب نے ایک نسخہ انگریزی میں لکھ کر بھیج دیا اس کو دیتے ہی آرام ہو گیا۔ یہ حضور کی دعا سے آرام ہوا۔ (رجسٹر روایات نمبر ۵ صفحہ ۱۶۲)

روایت حضرت میاں چراغ دین صاحب سکنہ قادر آباد نواں پنڈ:۔ ”میرے والدین نے بیعت شروع ایام میں ہی کی ہوئی تھی اور مَیں نے ان حالات کے بعد مسجد اقصیٰ میں بیعت کی اور تھوڑے عرصہ بعد میرا بھائی سخت بیمار ہو گیا۔ آج کل جو اماں جان کی کوٹھی کے پاس والا راستہ ہے وہاں سے گزر رہے تھے حضرت خلیفۃ المسیح الاول بھی ساتھ تھے اور میری والدہ نے مجھے کہا کہ جاؤ اور مولوی صاحب سے کہہ دو کہ ہمارے گھر سے ہو کر جاویں کیونکہ میرا لڑکا سخت بیمار ہے۔اور میں دوڑا ہوا گیا ان کے آگے راستہ میں کھڑا ہو گیا تو حضور بھی تشریف لے آئے اور بائیں ہاتھ کی طرف مولوی صاحب تھے۔ جب مولوی صاحب نے مجھ کو دیکھا تو جلدی سے میرے پاس آکر پوچھا کہ کیا بات ہے تو مَیں نے بتا دیا۔ تو انہوں نے کہا تم جاؤ ہم آتے ہیں۔اس کے بعد مولوی صاحب حضور کو دوڑ کر ملے۔ کیونکہ حضور کی رفتار تیز ہوتی تھی لیکن معلوم نہیں ہوتی تھی.........اور حضور کے ساتھی دوڑ دوڑ کر ملا کرتے تھے ہم نے کئی دفعہ دیکھا ہے۔

پھر مَیں گھر کو واپس چلا آیا تو تقریباً میل کا فاصلہ طے کر کے ہمارے پاس آ گئے اور ہم نے پہلے سے چارپائی بچھائی ہوئی تھی تو میری والدہ لڑکے کو لے کر آگے کھڑی ہو گئی۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک پاؤں چارپائی پر رکھا اور لڑکے کے سر پر پیار دیا اور ہماری والدہ کو کہا کہ مائی جی لڑکے کو آرام ہے فکر مت کرو اور مولوی صاحب سے کہا کہ دوائی لگا دو۔اس کے بعد حضور شہر کو چلے آئے۔ حضور کے چلے جانے کے پندرہ منٹ بعد آرام ہو گیا۔اس کے بعد مَیں مولوی صاحب کے پاس دوائی لینے کے لئے گیا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ بچے کا کیا حال ہے۔ مَیں نے کہا اب آرام ہے۔انہوں نے فرمایا کہ حضور کی زبان سے دعا نکلتے ہی لڑکے کو خدا تعالیٰ نے آرام دے دیا تھا“۔

(روایت حضرت میاں چراغ دین صاحبؓ رجسٹر روایات نمبر ۲ صفحہ ۳۶،۳۷)

ایک روایت حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکیؓ ابن میاں کرم دین صاحب سکنہ راجیکی ضلع گجرات کی ہے۔ ”حافظ آباد کے علاقہ میں ایک گاؤں ہے وہاں ایک شخص الٰہی بخش رہا کرتا تھا اسے ایک دفعہ بعض احمدیوں نے قادیان لانے کے لئے تیار کیا۔ وہ تیار ہو گیا۔ بٹالہ اترتے ہی پہلے اسے بخار آ گیا۔ بخار کی حالت میں ہی وہ بٹالہ سٹیشن پر اترا۔ آگے مولوی محمد حسین بٹالوی ملا اس نے دیکھا کہ یہ شخص بخار کی حالت میں قادیان جا رہا ہے۔اس نے اس کے دل میں وسوسہ ڈالا کہ اگر مرزا صاحب سچے ہوتے تو پھر تجھے رستہ میں ہی بخار نہ ہو جاتا اور کہا کہ وہاں تو دکانداری ہے وہاں ہرگز مت جانا۔ مگر اس نے کہا کہ ایک دفعہ تو ضرور جاؤں گا۔ چنانچہ وہ قادیان آیا۔ حضرت اقدس کی مجلس میں بیٹھا ہی تھا کہ حضور نے فرمایا ہمارے بعض مخالف یہ بھی کہتے ہیں کہ یہاں دکانداری ہے۔ بے شک یہ دکان ہے مگر یہاں خدا اور اس کے رسول کا سودا ملتا ہے۔ یہ بات سن کر اس کی آنکھیں کھل گئیں اور ایمان تازہ ہوا اور معاً تیز بخار بھی اتر گیا۔ (رجسٹر روایات نمبر ۱۲ صفحہ ۱۴۰)

روایت حضرت شیخ احمد دین صاحبؓ:۔ ”حضرت مسیح موعود علیہ السلام دوستوں کے ساتھ مل کر کھانا کھایا کرتے تھے۔ بعض دفعہ گول کمرہ میں کھانا کھایا کرتے تھے، بعض دفعہ مسجد مبارک میں۔ پھر حضور کسی وجہ سے اندر کھانا کھانے لگ گئے۔ بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی سخت بیمار ہو گئے، ان کی زندگی کی کوئی امید نہ رہی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے بھی فرمایا کہ اب امید نہیں حالانکہ یہ ان کی طبیعت کے برخلاف بات تھی۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمتِ بابرکت میں دعا کے لئے عرض کی گئی حضور کی دعا سے بھائی صاحب کو دن بدن صحت ہونی شروع ہو گئی“۔

(روایت حضرت شیخ احمد دین صاحبؓ رجسٹر روایات نمبر ۸ صفحہ ۱۰۸)

روایت حضرت سید شاہ عالم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ:۔ ”ایک دفعہ صوفی صاحب کو بخار ہو گیا۔ مَیں اور میری والدہ حضور کی خدمت میں گئے۔ حضرت صاحب کتب خانہ کے بالاخانہ پر تشریف رکھتے تھے۔ میاں بشیر احمد صاحب کے مکان کو جو گلی جاتی ہے دوسری بازار کو جاتی ہے رستہ میں جو سیڑھیاں اوپر کو چڑھتی ہیں نیچے جو دروازہ تھا اسی میں کتب خانہ ہوتا تھا اور میر مہدی حسین صاحب مہتمم تھے۔اس کے اوپر جو بالاخانہ ہے اور گلی کی طرف کھڑکی ہے اس میں حضور بیٹھے تھے اور اپنی لکھائی کا کام ہر وقت کرتے رہتے تھے۔

میری والدہ نے عرض کی کہ حضرت صاحب! صوفی صاحب کو بخار ہو گیا ہے۔ حضور فوراً کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے گھبراہٹ تو بہت نہیں ہوتی؟ پیاس کا کیا حال ہے؟ اور دیگر حالات

پوچھے۔ میری والدہ کو بہت تسلی دی اور ننگے سر اور ننگے پاؤں حضور بیوی صاحبہ کے کمرہ کی طرف آگئے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جون کے دن تھے اور دو بجے دوپہر کا وقت تھا، زمین سخت تپ رہی تھی لیکن حضور نے کوئی پرواہ نہ کی اور بیوی صاحبہ کو آکر فرمایا کہ بیوی صاحبہ صوفی صاحب کو بخار ہو گیا ہے، ان کی بیوی آئی ہیں جلدی کیجئے ان کو عرق گلاب اور آلو بخارا دیجئے۔ کوئی خدمت گار گئی اور ایک بوتل عرق گلاب جو بہت عمدہ تھا اور آلو بخارے کا تھیلا نیچے گودام سے لے آئی۔ حضور کے ہاتھ میں وہ بوتل دی۔ حضور نے وہ بوتل اسی طرح پوری بھری ہوئی میری والدہ کے ہاتھ میں دے دی اور آلو بخارے کا تھیلا اس عورت کے ہاتھ میں تھا۔ مجھے فرمایا بچے اپنی جھولی کرو میں نے کرتہ پھیلا دیا۔ حضور نے تھیلے کا منہ کھول کر اور دونوں ہاتھ بھر کر یعنی ایک لپ میرے کرتہ میں ڈال دی اور فرمانے لگے کہ عرق گلاب آدھ پاؤ کسی پیالے میں ڈال کر پندرہ دانے آلو بخارا ڈال کر تھوڑی دیر رکھ چھوڑو پھر چھان ملا کر میٹھا ملا کر پلا دو واللہ شفا دے گا۔ صوفی صاحب کو میرا اسلام علیکم کہہ دینا۔ مَیں دعا بھی کروں گا۔ امید ہے بہت جلد آرام آجائے گا۔

میں اور میری والدہ گھر چلے گئے اور اسی طرح کیا۔ ایک دفعہ پلانے میں ہی آرام آگیا۔ سبحان اللہ کیا اخلاق تھے اور فراخدلی اور محبت کا زبردست اظہار تھا۔

(روایت حضرت سید شاہ عالم صاحبؓ رجسٹر روایات نمبر ۸ صفحہ ۸۶،۸۵)

”روایت حضرت ملک عزیز احمد صاحب: ”ایک دن رات کو جب میں پڑھنے کے لئے جارہا تھا اس جگہ پر جہاں کہ اب اکمل صاحب کا مکان ہے خوف سا پیدا ہوا اور اس کی وجہ سے مجھے کلاس روم تک پہنچتے پہنچتے اس قدر لرزہ طاری ہوا کہ جناب نیّر صاحب نے دو تین لڑکوں کو حکم دیا کہ گھر پہنچا دیں۔ چنانچہ مَیں جب گھر پہنچا تو مجھ پر غشی آئی کہ دو تین دن تک ہوش نہ آیا۔ والدہ صاحبہ کو ہنوز بڑے بھائی کی فوتیدگی کا صدمہ تھا میرے بیمار ہو جانے کی وجہ سے اَور بھی گھبراہٹ ہوئی۔ چنانچہ وہ اسی وقت غالباً رات کے دس یا گیارہ بجے ہونگے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے پاس دوڑی گئیں۔ مَیں اس جگہ ذکر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول میرے نانا حضرت حافظ غلام محی الدین صاحب مرحوم جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایام میں ڈاک کا کام کیا کرتے تھے رضاعی بھائی تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے اسی تعلق کی بنا پر یا اس ہمدردی کے ماتحت جو حضور کو بنی نوع انسان کے ساتھ تھی فوراً والدہ صاحبہ کے ساتھ تشریف لاکر مجھے دیکھا۔ والدہ کو تسلی دی مگر ساتھ ہی واپس جاکر میرے آقا فداہ روحی کو اطلاع دی۔ حضور بھی ازراہ شفقت حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے ساتھ تشریف لائے۔ حضور نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا مولوی صاحب آپ دوا دیں میں دعا کرتا ہوں۔ چنانچہ حضور نے اس وقت ہمارے مکان پر ہی دعا فرمائی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول مجھے دوائی وغیرہ متواتر دیتے رہے۔ میری یہ بیماری کی حالت چار روز تک رہی مگر حضور کو میرا خیال رہا اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول سے میرا حال دریافت فرماتے رہے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور حضور کی دعاؤں کا نتیجہ تھا کہ مجھے شفا ہوئی ورنہ بیماری اس قسم کی تھی جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے بعد میں فرمایا کہ میرا صحت یاب ہونا مشکل تھا۔ (روایت حضرت ملک عزیز احمد صاحبؓ رجسٹر روایات نمبر ۷ صفحہ ۳۷۲،۳۷۱)

روایت حضرت مفتی فضل الرحمٰن صاحب بھیروی۔ میری پہلی بیوی مرحومہ کے پہلے دو لڑکیاں ہوئیں پھر دو لڑکے۔ چنانچہ یہ دونوں ہی نہ سنتے تھے نہ بولتے تھے۔ بڑا چار برس کا ہو کر فوت ہو گیا اور چھوٹا جو سنتا اور بولتا نہ تھا مگر ہوشیار اور ذہین تھا اس سے مجھ کو بہت محبت تھی۔ حضور علیہ السلام گورداسپور مقدمہ کی تاریخوں پر تشریف لے جاتے تھے تو مجھ کو ضرور اردل میں رکھا کرتے تھے۔ اس زمانہ میں یکے ہوتے تھے۔ جب آپ صبح روانگی کے لئے تشریف لاتے تو فرماتے میاں فضل الرحمٰن کہاں ہیں؟۔ اگر مَیں حاضر ہوتا تو بولتا ورنہ آدمی بھیج کر مجھے گھر سے طلب فرماتے کہ جلدی آؤ۔ حضور کا یکہ ہمیشہ مَیں ہی ڈرائیو کرتا تھا۔ یکہ بان کو حکم نہ تھا کہ ڈرائیو کرے۔ مَیں ڈرائیور کی جگہ پر بیٹھ جاتا اور میاں شادی خان صاحب مرحوم میرے آگے ساتھ بیٹھ جاتے اور یکہ کے اندر اکیلے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام۔

اس دوران میں میرا وہ دوسرا بچہ بیمار ہو گیا اور اس کو ٹائیفائیڈ ہو گیا' حضور اکثر اس کو دیکھنے تشریف لاتے۔ تاریخ مقدمہ سے ایک دن قبل میری بیوی نے کہا کہ حضور کو دعا کے لئے لکھو۔ مَیں نے کہا جب آپ ہر روز اس کو دیکھنے کو تشریف لاتے ہیں تو لکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ مگر اس نے اصرار کیا تو مَیں نے عریضہ لکھ دیا۔ حضور نے اس پر تحریر فرمایا کہ میں تو دعا کروں گا اور اگر تقدیر مبرم ہے تو ٹل نہیں سکتی۔ یہ الفاظ پڑھ کر میرے آنسو نکل آئے اور بیوی نے پوچھا کیوں؟ مَیں نے کہا کہ اب یہ بچہ بیمار ہمارے پاس نہیں رہ سکتا اگر اس نے اچھا ہونا ہوتا تو آپ یہ نہ لکھتے۔

خیر دوسرے دن صبح کو روانگی تھی۔ سب لوگ شوق سے منتظر تھے کہ حضور برآمد ہوئے اور کسی سے کوئی بات چیت نہیں کی اور سیدھے میرے گھر تشریف لے آئے۔ بچہ کو دیکھا، دم کیا اور مجھے فرمایا کہ تم یہیں رہو میں کل آجاؤں گا، بچے کی حالت تشویشناک ہے۔ چنانچہ میں رہ گیا۔ حضور کے سارے سفروں میں صرف یہ ایک دن تھا کہ میں معیت میں نہ جاسکا۔ چار بجے شام بچہ فوت ہو گیا اور مغرب سے دفن کر دیا۔ صبح دس بجے کے قریب حضور تشریف لائے۔ اس بچے کے بعد ایک بچی تھی جس کو مَیں نے اٹھایا ہوا تھا اور مہمان خانہ کے برآمدہ کے پاس مَیں نے جا کے مصافحہ کیا۔ فرمایا مجھے تمہارے بچے کے مرنے کا بہت افسوس ہوا ہے اور مَیں نے تمہارے اور اس کے لئے بہت دعا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نعم البدل دے گا۔ اور وہ سننے والا اور بولنے والا ہوگا۔ مَیں نے عرض کیا کہ حضور میرے گھر میں پہلے دو لڑکیاں ہوئی ہیں پھر دو لڑکے، پھر ایک لڑکی اس کے بعد دوسری اگر لڑکی ہوئی تو نعم البدل کیسے۔ ہاں اگر لڑکا ہوا تو نعم البدل ہوگا۔ حضرت قبلہ مولوی صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ) نے بڑھ کر میرے سینہ پر ایک تھپڑ مارا کہ گستاخی کرتے ہو۔ حضور نے مسکرا کر فرمایا کہ میاں ہمارے خدا میں یہ طاقت ہے کہ آئندہ لڑکیوں کا سلسلہ ہی منقطع کر دے۔ چنانچہ اس کے بعد مرحومہ بیوی کے ہاں سات بچے ہوئے جو سب کے سب لڑکے تھے، لڑکی کوئی نہیں ہوئی۔

(رجسٹر روایات نمبر ۷ صفحہ ۴۴۶ تا ۴۴۸)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اب ہم فائدہ عام کے لئے کچھ استجابتِ دعا کی حقیقت ظاہر کرتے ہیں۔ سو واضح ہو کہ استجابت دعا کا مسئلہ در حقیقت دعا کے مسئلہ کی ایک فرع ہے اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جس شخص نے اصل کو سمجھا ہوا نہیں ہوتا اس کو فرع کے سمجھنے میں پیچیدگیاں واقع ہوتی ہیں اور دھوکے لگتے ہیں۔

............دعا کی ماہیت یہ ہے کہ ایک سعید بندہ اور اس کے رب میں ایک تعلق جاذبہ ہے یعنی پہلے خدا تعالیٰ کی رحمانیت بندہ کو اپنی طرف کھینچتی ہے پھر بندہ کو صدق کی کششوں سے خدا تعالیٰ اس سے نزدیک ہو جاتا ہے اور دعا کی حالت میں وہ تعلق ایک خاص مقام پر پہنچ کر اپنے خواص عجیبہ پیدا کرتا ہے۔ سو جس وقت بندہ کسی سخت مشکل میں مبتلا ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف کامل یقین اور کامل امید اور کامل محبت اور کامل وفاداری اور کامل ہمت کے ساتھ جھکتا ہے اور نہایت درجہ کا بیدار ہو کر غفلت کے پردوں کو چیرتا ہوا فنا کے میدانوں میں آگے سے آگے نکل جاتا ہے پھر آگے کیا دیکھتا ہے کہ بارگاہ الوہیت ہے اور اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں۔ تب اس کی روح اس آستانہ پر سر رکھ دیتی ہے اور قوتِ جذب جو اس کے اندر رکھی گئی ہے وہ خدا تعالیٰ کی عنایات کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ تب اللہ جل شانہ اس کام کے پورا کرنے کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس دعا کا اثر ان تمام مبادی اسباب پر ڈالتا ہے جن سے ایسے اسباب پیدا ہوتے ہیں جو اس مطلب کے حاصل ہونے کے لئے ضروری ہیں مثلاً اگر بارش کے لئے دعا ہے تو بعد استجابت دعا کے وہ اسباب طبعیہ جو بارش کے لئے ضروری ہوتے ہیں اس دعا کے اثر سے پیدا کئے جاتے ہیں اور اگر قحط کے لئے بددعا ہے تو قادر مطلق مخالفانہ اسباب کو پیدا کر دیتا ہے۔ اسی وجہ سے یہ بات ارباب کشف اور کمال کے نزدیک بڑے بڑے تجارب سے ثابت ہو چکی ہے کہ کامل کی دعا میں ایک قوت تکوین پیدا ہو جاتی ہے یعنی باذنہ تعالیٰ وہ دعا عالم سفلی اور علوی میں تصرف کرتی ہے اور عناصر اور اجرام فلکی اور انسانوں کے دلوں کو اس طرف لے آتی ہے جو طرف مؤید مطلوب ہے۔ خدا تعالیٰ کی پاک کتابوں میں اس کی نظیریں کچھ کم نہیں ہیں بلکہ اعجاز کی بعض اقسام کی حقیقت بھی دراصل استجابت دعا ہی ہے“۔ (برکات الدعا، روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۱۰،۹)